بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ۔ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

الفضل

روزنامہ لاہور (پاکستان)

ٹیلیفون ۲۹۷۹

یوم جمعتہ المبارک

۵ رشوال ۱۳۶۹ھ

شرح چندہ: سالانہ ۲۴ روپے۔ ششماہی ۱۳۔ سہ ماہی ۷۔ ماہوار ۲½۔ فی پرچہ ۱ آنہ

جلد ۳۸/۴ | ۲۱ وفا ۱۳۲۹ ہش | ۲۱ جولائی ۱۹۵۰ء | نمبر ۱۶۸

61

اخبار احمدیہ

کوئٹہ ۸ا جولائی:- مکرم اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب اطلاع دیتے ہیں۔ کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو بخار کی جو کیفیت تھی۔ اُس سے آرام ہے۔ پاؤں میں تاحال درد ہے۔ گو کمی کی طرف مائل ہے۔ گھٹنے کے درد سے آرام ہے۔ احباب دعا فرماویں۔ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

انسان کی اصل خوشی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول میں ہے

کوئٹہ ۸ا جولائی:- حضور نے نماز عید کل ۱۷ بجے ساڑھے نو بجے صبح پارک ہاؤس میں پڑھائی۔ حضور ایک ٹیکسی میں کلب لئے۔ جو بیٹھتے۔ اور دوسرے ہاتھ سے چھڑی کا سہارا لیکر حضور تشریف فرما ہوئے حضور نے خطبہ عید میں فرمایا۔ انسان کی اصل خوشی اس میں ہے۔ کہ اُسے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے۔ اور وہ اس کے احکام پر عمل کرنے کی ہمیشہ کوشش کرتا رہے۔ باقی سب چیزیں عارضی ہیں ـــ کوئٹہ ۸ا جولائی۔ کل شام ایک دفتری کام کے سلسلہ میں چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب وکیل القانون تحریک جدید اور صوفی محمد رفیق صاحب نائب وکیل الصنعت والحرفت تشریف لائے۔

مسئلہ کشمیر پر لیاقت۔ نہرو اور ڈکسن کی مشترکہ کانفرنس شروع ہو گئی!

نئی دہلی ۲۰ جولائی:- آج تیسرے پہر نئی دہلی میں پاکستان و ہندوستان کے وزرائے اعظم اور اقوام متحدہ کے نمائندہ سر اوون ڈکسن کے درمیان مسئلہ کشمیر پر مشترکہ کانفرنس شروع ہو گئی۔ گفتگو کے وقت کوئی چوتھا آدمی موجود نہ تھا۔ بی بی سی کے نئی دہلی کے نامہ نگار نے خبر ارسال کی ہے۔ کہ اس وقت دونوں وزرائے اعظم کے سامنے یہ سوال درپیش رہے۔ کہ رائے شماری کے لئے راستہ صاف کرنے کی غرض سے فوجیں ہٹانے کے سلسلے میں کسی طرح سمجھوتہ ہو۔ امید کی جاتی ہے کہ نئی دہلی میں مسئلہ کشمیر کے علاوہ دوسرے پاک ہند کے تعلقات پر بھی بات چیت ہوگی۔ خان لیاقت کے ہمراہ پاکستان کے سیکرٹری جنرل مسٹر محمد علی اور وزارت امور کشمیر کے رابطہ افسر مسٹر محمد ایوب اور آپ کے پرائیویٹ سیکرٹری آغا عبد الحمید تھے۔ جونہی آپ کا جہاز پالم کے ہوائی اڈے پر اُترا۔ بھارت کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے جو ۲۰ منٹ سے آئے ہوئے تھے۔ بڑھ کر آپ کو مرحبا کہا۔ پنڈت نہرو کے علاوہ سر اوون ڈکسن۔ برطانیہ۔ آسٹریلیا۔ کینیڈا۔ لنکا اور پاکستان کے سفارت خانوں کے اکابر اور دیگر بھارتی اعلیٰ و سول و فوجی افسر موجود تھے۔ تعارف کے بعد ہندوستانی ہوائی بیڑے نے آپ کو سلامی دی۔ اور گلدستہ پیش کیا۔ آپ نے ہوائی اڈے پر اخبار نویسوں کو بتایا کہ اقلیتی معاہدے پر جس رفتار سے عمل ہو رہا ہے۔ میں اس سے مطمئن ہوں۔ اور پاکستان اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریاں پوری دیانت داری سے ادا کرے گا۔ خان لیاقت دہلی میں کوئی ایک ہفتے تک قیام فرمائیں گے۔ اس عرصہ میں آپ صدر جمہوریہ بھارت ڈاکٹر راجندر پرشاد کے مہمان ہوں گے۔

بنکاک ۲۰ جولائی۔ آج بنکاک میں تھائی لینڈ کی قومی دفاعی کونسل کے ایک خاص اجلاس نے فیصلہ کیا کہ سلامتی کونسل کی تحریک کے مطابق کوریا میں فوجیں بھجوائی جائیں۔ اب یہ فیصلہ توثیق کیلئے پارلیمنٹ کے روبرو پیش کیا جائیگا

اشتراکیوں نے ایری پر قبضہ کر لیا!

ٹوکیو ۲۰ جولائی۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق شمالی کوریا کی فوج مخالف فوج کو گھیرے میں لینے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس نے ٹائیگو سے ۵۰ میل جنوب مشرق اور تیجون سے ۴۰ میل جنوب مغرب کی طرف ایری نامی شہر پر قبضہ کر لیا ہے۔ تیجون اب بالکل خالی ہو چکا ہے۔ کامل انخلاء سے پہلے دونوں فوجوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ اور امریکی فوجوں کا دعویٰ ہے۔ کہ انہوں نے دشمن کے ۱۲ ٹینک تباہ کئے۔ یہ ٹینک نئے گولوں سے تباہ کئے گئے۔ جو ۱۱ انچ موٹی فولادی چادر کو بھی پاش پاش کر سکتے ہیں۔ امریکیوں کا کہنا ہے کہ اشتراکی سفید لباس میں ہیں۔ اور کسان معلوم ہوتے ہیں۔

حکومت پنجاب نے تنخواہ کمیٹی کی سفارشات منظور کر لیں۔ چپراسی۔ جمعدار۔ دفتری۔ کنسٹیبل ہیڈ کنسٹیبل اور پٹواری کی تنخواہ میں نمایاں اضافہ

لاہور ۸ا جولائی:- گذشتہ مارچ میں حکومت پنجاب نے ایک تنخواہ کمیٹی مقرر کی تھی جس کے ذمے منجملہ دیگر امور کے یہ کام تھا۔ کہ وہ پاکستان پے کمیشن کی تجاویز کی روشنی میں ان سرکاری ملازموں کی تنخواہوں اور الاؤنسوں کی شرح کا جائزہ لے جو پہاں کی قواعد سازی کے تحت آتے ہیں۔ اور پھر اس کے متعلق سفارشات پیش کرے۔ کچھ دن ہوئے تنخواہ کمیٹی نے بعض تنخواہ پانے والے سرکاری ملازمین مثلاً چپراسی۔ جمعدار۔ دفتری کنسٹیبل ہیڈ کنسٹیبل اور پٹواری کے متعلق اپنی رپورٹ پیش کر دی۔ اور حکومت نے اس رپورٹ کی سفارشات پر فیصلہ صادر فرما دیا ہے۔ تنخواہوں اور الاؤنسوں کی شرح خاصی بڑھا دی گئی ہے۔ اور اس اضافے پر یکم جنوری ۱۹۵۰ء سے یعنی سابقہ مدت سے عملدرآمد ہو گا۔ تنخواہوں کے گریڈ بہتر بنائے گئے ہیں لہذا مزید سہولت یہ دی گئی ہے کہ موجودہ ملازمین نئے گریڈوں میں ایک مفصل فارمولے کے تحت سابقہ میعاد ملازمت کے مطابق سالانہ ترقیاں حاصل کر سکیں گے۔ ان مجموعی اضافوں سے کم تنخواہ پانے والوں کو اوسطاً دس روپے ماہوار زیادہ ملا کریں گے۔ صرف مذکورہ زمروں کی تنخواہ اور الاؤنس کے اس اضافے سے قریباً ۶۰ لاکھ روپے خرچ کرنے پڑیں گے۔ موجودہ فیصلے کا ایک اہم پہلو یہ ہے۔ کہ پاکستان تنخواہ کمیشن کی سفارشات کی پیروی میں حکومت نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ موجودہ مختلف الاؤنسوں (یعنی مہنگائی الاؤنس عارضی الاؤنس اور کرایہ مکان الاؤنس) کی بجائے ایک ہی اجتماعی الاؤنس دیا جائے۔ عام اخراجات زندگی کے بڑھ جانے سے یہ مختلف الاؤنس بوجھ کو ہلکا کرنے کے لئے منظور ہوتے رہے تھے۔ حکومت کے اس فیصلے کا جو اثر لاہور میں رہنے والے کم از کم ایک سال سروس رکھنے والے سرکاری ملازمین پر ہو گا۔ وہ ان مثالوں سے واضح ہو گا۔ (۱) چپراسی کی موجودہ بنیادی تنخواہ کی شرح ۲۰-۱-۲۵ تھی۔ نیا سکیل ۲۵-½-۳۰ ہو گا۔ ایک سال کی ملازمت پوری کرنے والے اس وقت ۱۲ روپے بنیادی تنخواہ اور ۲۶ روپے الاؤنس پا رہے ہیں نئے سکیل میں وہ ۲۵½ روپے بنیادی اور ۳۱ روپے الاؤنس پائیں گے۔ گویا ۹½ روپے کا کل اضافہ ہو گا۔ (۲) دفتری کی موجودہ بنیادی تنخواہ کی شرح ۲۵-۱-۳۰ تھی۔ نیا سکیل ۳۰-۱-۴۰ ہو گا۔ ایک سالہ ملازمت والے دفتری کو اس وقت ۲۶ روپے اصل تنخواہ اور اتنا ہی الاؤنس ملتا ہے۔ انہیں کل دس روپے زیادہ ملیں گے (۳) پولیس کنسٹیبل کی موجودہ تنخواہ ۳۰-½-۳۱-½-۳۲ کے سکیل میں تھی نیا سکیل ۳۵-۱-۴۵ ہے۔ ایک سالہ ملازمت کے کنسٹیبل اس وقت ۳۰ روپے اصل تنخواہ اور ۲۷ روپے الاؤنس پا رہے ہیں نئے سکیل میں انہیں ۳۶ روپے اصل تنخواہ اور ۳۱ روپے الاؤنس ملیگا۔ گویا کل دس روپے کا اضافہ ہوا۔ (۴) ہیڈ کنسٹیبل کی موجودہ تنخواہ کی شرح ۴۰-۲-۴۵/۱-۵۰/۱-۵۵ ہے۔ نیا سکیل ۴۶-۲-۶۰ کا ہو گا۔ ایک سالہ ملازمت کرنے کے بعد ہیڈ کنسٹیبل موجودہ شرح کے مطابق ۴۱ روپے اصل تنخواہ اور ۲۹ روپے الاؤنس پاتا ہے۔ مگر نئے سکیل کی رو سے اُسے ۴۸ روپے اصل تنخواہ اور ۳۱ روپے الاؤنس ملے گا۔ ۹ روپے کا اضافہ (۵) پٹواری کی تنخواہ کی شرح ۲۵-۱-۳۵/۱-۴۰ ہے۔ نئی شرح ۳۵-۱-۴۵/۲-۵۵ (۶۰ روپے پر سلیکشن گریڈ) ہو گی۔ ایک سال ملازمت والے پٹواری اس وقت ۲۶ روپے تنخواہ اور ۲۶ روپے الاؤنس پا رہے ہیں۔ اب انہیں ۳۶ روپے اصل تنخواہ اور ۳۱ روپے الاؤنس ملے گا۔ گویا ۱۵ روپے ماہوار کا اضافہ ہو گا۔

ان تمام صورتوں میں الاؤنسوں میں لاہور کارپوریشن کا پانچ روپے ماہوار الاؤنس شامل ہے لاہور سے باہر کے سرکاری ملازموں کو بھی قریباً اتنا ہی فائدہ ہو گا۔ جتنا کہ لاہور والوں کو ہو گا۔ (سرکاری اطلاع)

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی۔ اے ایل۔ ایل بی

مسعود احمد۔ پرنٹر و پبلشر نے کو اپریٹو کیپیٹل پرنٹنگ پریس ... میں چھپوا کر دفتر ... لاہور سے شائع کیا۔

احمدی مبلغ کی طرف سے امریکہ کے ایک مشہور پادری کے نام کھلی چٹھی

مکرم چوہدری شکر الٰہی صاحب مبلغ امریکہ نے وہاں کے مشہور پادری ڈاکٹر جانسن کے نام ایک کھلی چٹھی اور چیلنج ان کی ایک براڈ کاسٹ تقریر کے جواب میں دیا۔

چٹھی اور چیلنج کا ترجمہ قارئین کی دلچسپی کے لئے درج ذیل ہے :۔

مکرم ڈاکٹر جانسن صاحب

میں ابھی ابھی ریڈیو پر آپ کا لیکچر سن رہا تھا۔ ہمیں اس بات کی پرواہ نہیں کہ ہمیں کوئی ملحد لامذہب قرار دے۔ درحقیقت یہ ہمارے لئے عزت کا موجب ہے۔ کیونکہ تمام گذشتہ انبیاء کے متبعین پر بھی یہی الزام لگایا جاتا رہا ہے۔ اس لئے یہ کوئی نئی بات نہیں۔ خود حضرت مسیح ناصری کو بھی اپنے زمانہ میں یہی کہا گیا تھا۔

ہم ایمان رکھتے ہیں اور یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے ہمارے دلائل کی بنیاد بائبل پر ہے۔ مسیح کو صلیب سے بچایا جانا۔ اس بات کے ثبوت کے لئے ضروری تھا کہ آپ خدا تعالےٰ کے سچے نبی تھے۔

اگر آپ سنجیدگی سے اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ مسیح صلیب پر فوت ہو گئے اور بنی نوع انسان کے گناہوں کے لئے لعنتی ہوئے اور اگر آپ اپنے اس دعوے کی بنیاد دلائل پر رکھتے ہیں۔ تو پھر اس موضوع کے متعلق مباحثہ ہی لوگوں کے لئے مفید ہو گا۔ ہم ہر اتوار کو آپ کے پلیٹ فارم سے اپنے پیارے رسولؐ کے بارے میں گالیاں نہیں سن سکتے۔

چیلنج

تمہارا آقا آ گیا ہے اور اس نے ان لوگوں کے خلاف جو مسیح کی صلیبی موت پر مصر ہیں اور اس طرح ایک معصوم شخص کو ملعون بناتے۔ اور اس کو جس نے بقول تمہارے تمہاری خاطر تکلیف اٹھائی ملزم بناتے ہیں جہاد کا اعلان کر دیا ہے کیونکہ مقدس صحیفوں میں لکھا ہوا ہے کہ جو صلیب پر مرتا ہے وہ لعنتی اور جھوٹا ہے۔ تم اپنی زبان سے اس کے جھوٹا ہونے کے لئے ثبوت بہم پہنچاتے ہو اور اس کے دشمنوں کے لئے ہنسی کا سامان مہیا کرتے ہو۔ لعنت کے معنے خدا سے دوری کے ہیں تو پھر مسیح کس طرح بیٹے ہو سکے

مسیح خدا کا پیارا تھا اور خدا سے دور بھی تھا پھر مسیح جو فی الحقیقت خدا کا پیارا تھا۔ تم کس طرح اسے لعنتی کہہ سکتے ہو کیا تم نے بائبل میں یہ نہیں پڑھا کہ وہ اس زمانہ کے بُرے اور حرامکار لوگ نشان مانگتے ہیں۔ انہیں یونس نبی کے نشان کے علاوہ اور کوئی نشان نہیں دیا جائیگا۔ جس طرح یونس نبی تین دن اور تین رات مچھلی کے پیٹ میں رہا اسی طرح ابن آدم بھی تین دن رات زمین کے اندر رہے گا کیا یونس نبی مچھلی کے پیٹ میں مردہ ہونے کی حالت میں گئے تھے کہ ابن آدم بھی مردہ ہونے کی حالت میں زمین کے اندر رہے کیا یونس نبی مچھلی کے پیٹ میں تین دن رات مردہ ہونے کی حالت میں رہے تھے یا زندہ ہونے کی حالت میں ؟ پھر ابن آدم مردہ ہونے کی حالت میں کیوں زمین کے اندر رہے۔ آپ اپنی آنکھیں کیوں بند کرتے ہیں اور اپنے آقا کو اسلئے گنہگار قرار دیتے ہیں کہ آپ راستباز ثابت ہوں یونس مچھلی کے پیٹ میں زندہ ہی داخل ہوئے اور زندہ ہی رہے اور زندہ ہی باہر آئے۔ اسی طرح ابن آدم بھی زمین کے اندر زندہ ہی داخل ہوئے زندہ ہی رہے اور زندہ ہی باہر نکلے۔ اور یروشلم کو دکھلایا گیا کہ زندگی کا مالک اس طرح اپنے غلام کو صلیب سے بچاتا ہے اور ان کے اپنے ہاتھوں سے ہی اپنی بات کو سچا ثابت کر سکتا ہے۔

اے خود ساختہ خدا کے پیروکار! آگے آؤ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متبعین تمہیں مباحثہ کا چیلنج دے رہے ہیں!

یہ چیلنج امریکہ کے بڑے بڑے پادریوں کو دیا جاتا ہے۔ مگر وہ اپنے عقائد کی حقیقت کے اظہار سے کتراتے ہیں۔ مذکورہ بالا چرچ کے بڑے پادری صاحب کو یہ چیلنج دیا گیا۔ مگر ابھی تک ان کی طرف سے جواب نہیں ملا۔ بھلا وہ جواب دیں بھی کس طرح۔ جلسہ عام میں تبادلہ خیالات سے وہ اپنے عقائد کا بودا پن سننا نہیں چاہتے انہیں ڈر ہے کہ اس طرح لوگوں پر حقیقت واضح ہو جائے گی اور لوگ اسلام کی طرف مائل ہو جائیں گے یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کاسر صلیب ہونے کا بہت بڑا ثبوت ہے کہ آج وہ لوگ جو تمام دُنیا پر عیسائی مذہب کی اشاعت کے لئے پھیلے ہوئے ہیں۔ ایک احمدی مبلغ کے سامنے آنے سے کتراتے ہیں۔ احباب کرام اپنے مجاہد بھائیوں کو اپنی دعاؤں میں یاد فرماتے رہیں۔ تا اللہ تعالےٰ ان کے ذریعہ اسلام کو جلد از جلد فتح عطا فرمائے۔ آمین جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟

ایک سوئیس نومسلم کے قلم سے

(از طرف وکالت تبشیر ربوہ)

کچھ عرصہ ہوا۔ ہمارے سوئٹزرلینڈ کے مشن کی طرف سے نکلنے والے رسالہ "الاسلام" میں ایک سوئیس نومسلم دوست کا جرمنی زبان میں مقالہ شائع ہوا تھا۔ کہ میں نے کیوں اسلام قبول کیا؟ اس کا ترجمہ ہدیۂ ناظرین الفضل کیا جاتا ہے۔

"آخر آپ نے اسلام کیوں مانا؟ سو عرض ہے کہ جب میں بچہ تھا تو رومن کیتھولک گھرانے میں پیدائش کی وجہ سے میری تربیت رومن کیتھولک طریق پر ہوئی۔ مگر زمانہ تعلیم کے دوران میں جب مجھے اپنے والدین اساتذہ کرام اور عیسائی مبشرین کی زندگیوں کا نمونہ دیکھنے کا موقعہ ملا جو کہ باہم بہت مختلف تھا۔ میرے دل میں سوال پیدا ہونے لگا۔ صداقت کیا ہے اور کہاں ہے؟ میرے لئے نمونہ کون بنے گا؟ میں نے بائیبل کی ورق گردانی کی۔ تو متی کی انجیل میں لکھا پایا۔ "مانگو تو تم کو دیا جائے گا" "تلاش کرو تو تم پاؤ گے" "کھٹکھٹاؤ تو تمہارے لئے کھولا جائیگا" (متی ۷)

انجیل کی مذکورہ بالا ہدایت کی روشنی میں۔ میں نے لگاتار تلاش شروع کر دی۔ بہت سی تقاریر میں حاضر ہوتا لیکن مجھے کچھ بھی حاصل نہ ہو۔ آخر کار کارل مے (Karl May) کے سفرنامہ بعنوان چاندی کے شیر کی سلطنت کو جب میں نے پڑھا۔ تو جس چیز کی تلاش میں تھا۔ اسے پانا شروع کیا۔ مصنف نے عرب بادیہ نشینوں کی زندگی کو نہایت ہی عالمانہ طور پر بیان کیا کہ وہ اپنے بچپن سے بڑھاپے تک اور اپنی پیدائش سے موت تک اپنے رسم ورواج کے مطابق زندگی بسر کرتے اور ہمیشہ اللہ تعالےٰ اور حضرت نبی کریمؐ کی تعلیم کے مطابق ایمان رکھتے ہیں دو سال پیشتر جب میں نے زیورک میں اسلام کے اقتصادی نظام پر ایک لیکچر سنا تھا۔ جو کہ ہندوستانی مبلغ نے نہایت ہی صاف اور واضح الفاظ میں بیان کیا تھا اس پر میں لگاتار کوشش کرنے لگا۔ حتیٰ کہ میں نے قرآن مجید کو سمجھنا شروع کیا۔ اور اس میں زندگی کے ہر شعبہ کے بارے میں پیدا ہونے والے سوالات کے جواب پائے

جب میں بارہ سال کا تھا تو مجھے کئی دفعہ خیال آتا تھا کہ میں اپنی زندگی خدا تعالےٰ کے لئے وقف کر دوں۔ مگر گھریلو حالات نے مجھے اس بات کی اجازت نہ دی کہ میں دینیات کی تعلیم حاصل کرتا۔ مگر میرا یہ ارادہ قائم رہا۔ اسلام کی تعلیم اس بارہ میں اب میری ہمت افزائی کرتی ہے کہ میں نے اپنے مقصد کو کھویا نہیں بلکہ اسے پا لیا ہے۔ اس وقت قبل اس کے کہ میں مکمل تعلیم حاصل کروں۔ جو مشنری بننے کے لئے ضروری ہے اور اس پر وقت بھی کافی لگے گا۔ میں اس بات کی بہت ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ کہ یورپین اقوام کو اسلام کی تعلیم سے روشناس کرایا جائے۔ تاکہ خدا تعالےٰ کی طرف سے آنے والی صحیح تعلیم کے ذریعہ سے زندگی کی مختلف الجھنوں کو حل کیا جا سکے۔ جس کے لئے عیسائی دو ہزار سال سے ان الفاظ میں دعائیں کرتے رہے ہیں "تیری بادشاہت آوے" میں اپنے آپ کو دوسرے لوگوں کی طرح بہت ہی خوش قسمت خیال کرتا ہوں کہ میں بھی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکاروں میں سے ہوں"

احباب کرام یہ ہیں خیالات ایک نومسلم کے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام کے ذریعے۔ دولت ایمان سے متمتع ہوا ہے اور اب وہ اپنے دل میں یہ تڑپ پاتا ہے کہ کس طرح یہ آب حیات ان یورپین تک بھی پہنچ جائے جو اسکے نہ ہونے سے روحانی موت کے ساتھ جسمانی موت بھی مر رہے ہیں

احباب کرام سے درخواست ہے کہ وہ اپنے نومسلم بھائیوں کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں ثابت قدمی کے ساتھ اسلام کو یورپ میں پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تعمیل نہ ہو سکیگی

روزنامہ الفضل ـــــ لاہور
۳۱ جولائی ۱۹۵۰ء

اسلامی اخلاق اور مودودی صاحب کی جماعت

مودودی صاحب نے اپنے ایک مکتوب میں لکھا تھا کہ پہلی جائدادوں کے متعلق قرآن کریم کا طریق یہ ہے کہ جو ہو چکا سو ہو چکا۔ مگر اس اصول کے ساتھ آپ نے "تحقیقات" کی ایک استثنا بھی لگا دی۔ ہم نے عرض کیا تھا کہ مودودی صاحب نے جو استثنا لگائی ہے۔ اس کے لئے دینی سند پیش کریں۔ شاید اسی پر جناب ابو صالح صاحب اصلاحی نے حضرت عمر بن عبد العزیز کا واقعہ پیش کیا۔ اس پر ہم نے لکھا کہ یہ تو اس کی تردید کرتا ہے کیونکہ انہوں نے تو چھینی ہوئی زمینیں اصل وارثوں یا مالکوں کو واپس دلائی تھیں نہ کہ لا دعوے ناجائز ملکیتیں چھین کر لوگوں کو تقسیم کی تھیں۔

پھر ہم نے امام نووی علیہ الرحمۃ کا فیصلہ بھی پیش کیا تھا کہ کس طرح آپ نے والئ مصر شاہ بیبرس کے حکم تحقیقات کی سخت مخالفت کی تھی۔ پھر ہم نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے قبضے قائم رکھے تھے۔ حالانکہ بوجہ بت پرستانہ زندگی ہونے کے ملکیتیں نہایت مشتبہ تھیں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ مودودی صاحب یا ان کے دوست آپ کے بالبداہت خود ساختہ نظریہ کی تائید میں کوئی دینی سند پیش کرتے۔ مودودی صاحب کی جماعت کے آرگن معاصر "تسنیم" نے نہایت متکبرانہ استہزائی اور فریب کارانہ طریق اختیار کیا ہے۔ چنانچہ اپنے مزاحیہ کالم "تکلف بر طرف" میں رقمطراز ہے:۔

"قادیانی معاصر "الفضل" نے ان دنوں اپنے صفحات صرف مولانا مودودی اور جماعت اسلامی کے لئے وقف کر دیئے ہیں.... پہلے تو "الفضل" نے مولانا مودودی کے ایک مختصر سے خط پر جو ختم نبوت کے مسئلہ پر "تسنیم" میں شائع ہو چکا ہے چھ طویل افتتاحیے لکھے۔ لیکن جب خود مدیر الفضل لکھتے لکھتے تنگ آ گئے تو انہوں نے دم لینے کے لئے کچھ دوسرے موضوعات کا انتخاب کیا۔

لیکن آپ یہ نہ خیال کیجئے کہ یہ موضوعات کچھ ملکی یا غیر ملکی مسائل سے تعلق رکھتے تھے جی نہیں صرف قلم کا مزا بدلنے کے لئے ختم نبوت کا مسئلہ ایک دوسرے قادیانی فیلسوف کے سپرد کر دیا۔ اور اس کے بجائے جماعت اسلامی ہی سے متعلق کچھ دوسرے مسائل اپنے لئے منتخب کئے۔

"الفضل" جاگیرداری کا مخالف نہیں اس کو مولانا مودودی سے اس مسئلہ پر اختلاف ہے کہ مولانا نے "تحقیقات" کی کیا قید لگا دی ہے۔ موجودہ جاگیرداری نظام بالکل درست ہے۔ انگریز نے جن لوگوں کو (غداری اور ناجائز مقاصد کے لئے) زمین دی ہو وہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ کیونکہ قادیانیوں کے نزدیک انگریزی حکومت عین اسلامی اور ملک معظم مسلمانوں کے مطاع تھے۔ بھلا ان کی عطا کردہ جاگیروں کو کون کہہ سکتا ہے کہ وہ ناجائز ہیں۔ اسی لئے "الفضل" کو تکلیف ہو رہی ہے۔ کہ مولانا مودودی جیسا عالم دین جدید زمانہ کے نظریات سے متاثر ہو کر ملکیتوں کے متعلق تحقیقات کا مشورہ دیتا ہے۔ الفضل کی رائے یہ ہے کہ جو ہو چکا وہ ہو چکا تحقیق و تفتیش کی کوئی ضرورت نہیں"۔ (تسنیم ۱۴ جولائی ۱۹۵۰ء)

ذرا قارئین کرام اس مزاحیہ شذرہ پر غور فرمائیں یہ اس جماعت کا آرگن ہے جو بزعم خود صالحیت اور اقامت دین کا دعویٰ لے کر کھڑی ہوئی ہے اور جو ہر کسی کے طریق کار میں کیڑے نکالنے میں مصروف رہتی ہے خواہ عمال حکومت ہو یا اور۔ ہم مودودی صاحب سے پوچھتے ہیں۔ کیا یہی وہ صالحیت ہے۔ کیا یہی وہ اسلامی اخلاق ہے۔ جس سے مزین کر کے آپ اپنے صالحین کی مسند اقتدار پر متمکن کرنا چاہتے ہیں۔

اول تو ایک مدعی اقامت دین روزنامہ میں مزاحیہ کالم ہی قائم کرنا عجیب ہے۔ دوسرے ایک شرعی مسئلہ میں سیدھی طرح جواب دینے کی بجائے ایسا طریق اختیار کرنا کہ جس کو کوئی لا دینی سے لا دینی اخبار بھی شائد اختیار کرنا پسند نہ کرے۔ کیسی اقامت دین ہے۔ پھر مودودی صاحب اپنے ترجمانوں سے ذرا یہ تو پوچھیں کہ احمدیوں کو قادیانی کہنا کس طرح جائز ہے کیا آپ نے نہیں سنا۔

ان هی الا اسماء سمیتموها

کیا کسی کا صحیح نام چھوڑ کر، چڑانے کے لئے غلط نام استعمال کرنا آپ کی اقامت دین میں صالحیت کہلاتا ہے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جو مسلمانوں کو "صابی" اور فداہ امی و ابی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو "ابن ابی کبشہ" کہا کرتے تھے وہ کفار تھے؟ کیا کفار کا یہ بڑا اچھا رویہ ہے۔ کہ جس کو آپ کی اسلامی جماعت نے "اقامت دین" اور "صالحیت" کی مشق کے لئے ضروری سمجھا ہے کیا اگر آپ لوگوں کو "مودودیئے" کہا جائے تو آپ پسند کریں گے؟

استکبار۔ استہزا۔ مسئلہ پوچھا جائے تو ایسا جواب دینا کہ جس سے دوسروں کی تحقیر اور اپنی بڑائی ظاہر ہو کن لوگوں کا وطیرہ ہوتا ہے صالحین کا یا کفار کا؟

پھر اگر "الفضل" میں مودودی صاحب کے نظریات کے متعلق لکھا جاتا ہے۔ اور ثابت کیا جاتا ہے کہ ان کے نظریات کی اسلام میں کوئی بنیاد نہیں تو کیا مدعیان اقامت دین کا یہ طریق ہوتا ہے کہ اصل مسئلہ کا جواب تو نہ دیا جائے اور منہ چڑانا شروع کر دیا جائے۔ اور پھر بتایا جائے کہ اس میں غصہ منانے کی بات ہی کونسی تھی کہ مودودی صاحب کے ایک مختصر مکتوب کا ذرا مفصل جائزہ لیا گیا ہے۔ کیا "تسنیم" کے مزاحیہ نویس کو علم نہیں کہ چند ماہ ہوئے نعیم صدیقی صاحب نے ہمارے ایک نہایت مختصر خط پر "کوثر" میں مہینہ بھر غیر متعلقہ خامہ فرسائی فرمائی تھی سوال یہ ہے کہ تحقیق مسائل میں اس بات کی کیا وقعت ہے کہ زیادہ لکھا گیا ہے یا مختصر اقامت دین کے کوڈ کی یہ کونسی دفعہ ہے کہ اتنا لکھا جائے۔ اور اتنا نہ لکھا جائے ورنہ تسنیم کے مزاحیہ نویس کو اختیار ہو گا کہ وہ اظہار استکبار اور مشق استہزا کرے۔ کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ چونکہ ہماری باتوں کا جواب تو کوئی ہے نہیں تسنیم و کوثر کے ناظرین کی آنکھوں میں خاک جھونکی جاتی ہے۔

باقی مودودی صاحب کے مزاحیہ نویس نے جو انگریزوں کے متعلق طعنہ مارا ہے۔ تو عرض ہے کہ مودودی صاحب اور ان کے صالحین کے نزدیک بھی عملاً انگریز کی حکومت عین اسلامی اور ملک معظم ان کے بھی مطاع تھے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انگریزی عہد میں آپ کی زندگی کا ہر تار نفس انگریزی حکومت اور ملک معظم کی غلامی کے ساتھ بندھا ہوا تھا فوجوں کی بغاوت تو آپ نے پاکستان بن جانے پر سکھانا شروع کی تھی۔ اور قولاً اور تحریراً تو اسکو لادینی حکومت ہی بیان کرتے تھے اگر کبھی مذمت کرتے تھے۔ تو جناب من آپ۔ یہ ثابت کر رہے ہیں۔ کہ مودودی صاحب اور ان کے رفقاء منہ سے تو کچھ کہتے رہے ہیں۔ اور عمل کچھ کرتے رہے ہیں۔ اسلام میں ایسے لوگوں کا کیا نام ہے؟

انگریزوں کے عہد کی جائدادوں کے متعلق بھی مودودی صاحب کا وہ بیان پڑھیے جو تسنیم کے نمائندہ نے قلم بند کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

"یہ سوال غلط فہمی پر مبنی ہے۔ کسی نظام کا غلط ہونا اور چیز ہے۔ اور ان سارے معاملات میں جو اس دور میں ہوئے فاسد اور بالکل کالعدم ہونا دوسری چیز ہے۔ ہم انگریزی دور کو ... باطل سمجھتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اس طرح کے کسی نظام کی ملازمت کر کے کسی شخص نے جو کچھ کمایا ہو۔ اس پر ہم اس کے حقوق ملکیت تسلیم کرنے سے انکار کر دیں۔ یا جتنے کاروبار اس نظام کے ماتحت کئے گئے ہوں ان سب کو کالعدم قرار دیں۔ اور وہ ساری ملکیتیں ناجائز ٹھہرا دیں۔ جو غیر اسلامی معاشی نظام کے اندر پیدا ہوتی ہیں۔ (نمائندہ تسنیم کی رپورٹ)

پھر آپ کی طعنہ زنی تو جب معنے رکھتی کہ آپ کم سے کم اتنا ہی دکھا سکتے کہ مودودی صاحب اور ان کے رفقاء انگریزوں کے عہد میں تو کوہ ہمالیہ کی غاروں میں پناہ گیر ہو گئے تھے۔ اور اب جبکہ جا کر ایک الٰہی کوشش سے پاکستان بنا ہے تو واپس تشریف لے آئے ہیں۔ اور آتے ہی ان الحکم الا للہ کا نعرہ لگا دیا ہے۔ جب عملاً آپ بھی وہی۔ کرتے رہے ہیں۔ جو دوسرے کرتے تھے۔ لا دینی ڈاکخانوں کے ذریعہ خط و کتابت کرتے لا دینی ریلوے پر سوار ہوتے۔ لادینی حکومت کے روپوں، نوٹوں سے جن پر شاہ برطانیہ کی تصویر بنی ہوئی تھی خریداری کرتے (باقی صفحہ ۸ پر)

حضرت پیر منظور محمد صاحب رضی اللہ عنہ

(از حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی۔ سکندرآباد دکن)

ما ارید الا الاصلاح

حضرت صاحبزادہ پیر منظور محمدؓ صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق مخدومی ڈاکٹر مفتی محمدؓ صادق صاحب سلمہ کا ایک نوٹ اخبار الفضل میں شائع ہوا ہے۔ مجھے اس نوٹ میں بعض تاریخی غلطیاں محسوس ہوئیں۔ اس لئے میں نے چاہا۔ کہ ان کی اصلاح کر دوں۔ اور مجھے ہمیشہ اس امر سے تکلیف ہوتی ہے۔ جب سلسلہ کی تاریخ کے متعلق واقعات کو بیان کرتے وقت تحقیق سے کام نہیں لیا جاتا۔ حضرت مفتی صاحب کو ان واقعات کے بیان میں سہو ہوا ہے۔ اور میں جو تصحیح پیش کرتا ہوں۔ وہ دستاویزی شہادت پر مبنی ہے۔

خود حضرت مفتی صاحب اپنی بیعت کے متعلق صرف موسم کی بابت فرماتے ہیں۔ کہ وہ سردی کا تھا۔ اور بیعت کے متعلق جنوری ۱۸۹۱ء یا دسمبر ۱۸۹۰ء میں صحیح تاریخ حضرت مفتی صاحب کی بیعت کی درج کرتا ہوں۔

"نمبر ۲۱۷ ۳۱ر جنوری ۱۸۹۱ء مفتی محمدؐ صادق صاحب ولد مفتی عنایت ساکن بھیرہ خاص ضلع شاہ پور"۔

یہ اندراج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے رجسٹر کا ہے۔

حضرت پیر منظور محمدؐ صاحبؓ کے متعلق آپ نے فرمایا۔ کہ انہوں نے بچپن میں بیعت کی تھی۔ اور وہ پیدائشی احمدی تھے۔ یہ صحیح نہیں۔ حضرت پیر منظور احمدؐ صاحب کو میں ان کے شباب سے جانتا ہوں۔ اور اس خاندان سے میرے مخلصانہ تعلقات حضور کے دعویٰ نبوت سے بھی پہلے کے ہیں۔ حضرت منشی احمدؐ جان رضی اللہ عنہ کا انتقال بیعت کے اعلان سے پہلے ہو گیا۔ وہ حج کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ اور واپس آکر جلد فوت ہو گئے۔ حج کو جاتے وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک خط دعا کے لئے انہی کے الفاظ میں کرنے کو لکھا تھا۔ اور انہوں نے اسکی تعمیل بیت اللہ میں کی۔ یہ صحیح ہے۔ کہ انہوں نے حج کو جاتے وقت عریضے حضرت اقدس کی خدمت میں بھیجے تھے۔ ان امور کا تذکرہ دستاویزی شہادت کی بناء پر مکتوبات احمدیہ حصہ پنجم نمبر ۲ میں کیا ہے۔ جس میں حضرت منشی احمدؐ جان رضی اللہ عنہ کے نام خطوط ہیں۔ پس پیر منظور محمدؐ صاحب رضؓ صحیح معنوں میں پیدائشی احمدی نہ تھے۔ بلکہ اس خاندان میں (باوجودیکہ بیعت کا سلسلہ ان کے ہی مکان سے شروع ہوا) سب سے پہلے بیعت کرنے والوں میں حضرت اماں جان صغریٰ بیگم متعنا اللہ بطول حیاتہا آئی تھیں۔ بلکہ اس وقت تمام مبایعین میں وہی ہیں۔ جو اول نمبر پر ہیں۔ جس قدر بزرگ ۲۵ر مئی ۱۸۹۲ء تک کے مبایعین ہیں۔ ان میں حضرت اماں جان کا نمبر ۶۹ اور تاریخ بیعت ۲۵ر مارچ ۱۸۸۹ء ہے۔ حضرت صاحبزادہ افتخار احمدؐ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی تاریخ بیعت ۹ر جولائی ۱۸۹۱ء ہے۔ اور نمبر بیعت ۲۴۰/۱۴۱ الغب ہے۔ اور حضرت صاحبزادہ منظور محمدؐ صاحب رضؓ کی تاریخ بیعت ۶ر فروری ۱۸۹۲ء ہے۔ اور نمبر بیعت ۲۵۱/۲۵۲ ہے۔ اور پتہ یہ درج ہے:-

منظور محمدؐ برادر صاحبزادہ افتخار احمدؐ صاحب ولد منشی احمدؐ جان صاحب مرحوم اہلمد دفتر خان بہادر صاحب ممبر کونسل۔

یہ اس وقت جمولہ میں ملازم تھے۔ اور حضرت اقدس ۴ لاہور میں فروکش تھے۔ وہاں انہوں نے بیعت کی تھی۔

کتابت کے کام سے وہ پہلے واقف نہ تھے۔ البتہ ان کا خط اچھا تھا۔ حضرت صاحبزادہ افتخار احمدؐ صاحب قبلہ کا خط بھی اچھا ہے۔ کتابت سیکھنے کا خیال ان کو اس وجہ سے ہوا۔ کہ جو کاتب باہر سے آتے تھے۔ بعض اوقات حضرت کو اپنے غیر ضروری مطالبات سے اور وقت پر کام کو پورا نہ کرنے کی تکلیف دیتے تھے۔ انہوں نے کسی استاد سے یہ فن نہیں سیکھا تھا۔ خود ہی مشق کی۔ اور اخبار الحکم میں کبھی کبھار لکھنا شروع کیا۔ اور پھر وہ خود ایک رسم الخط کے موجد ہو گئے میں اس وقت ان کے حالات زندگی پر کچھ نہیں لکھ رہا ہوں۔ انہوں نے جس فضا اور ماحول میں جنم لیا۔ اور پروان چڑھے وہ اللہ والوں کا خاندان تھا۔ اور تصوف میں مشہور تھا۔ اس لئے ان پر تصوف غالب تھا۔ ایک وقت انہوں نے ترک دنیا پر ایک کتاب لکھی تھی۔ اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات اسی خصوص میں جمع کئے تھے۔ اسی لئے ان کی زندگی ایک ایسا رنگ رکھتی تھی۔ کہ وہ دنیا میں رہتے ہوئے اس میں نہ تھے۔ ان کا عمل اس پر تھا۔ کن فی الدنیا ۴ کانک غریب او عابر سبیل۔ ابتدائی عمر میں وہ اپنے طریقہ کے مجاہدات بھی کرتے رہے۔ مگر حضرت منشی احمدؐ جان رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد اور ان کے مریدوں میں صوم و صلوٰۃ کی پابندی پر صوفیانہ اشغال کی بجائے زیادہ زور دیا جاتا تھا۔ اور لدھیانہ کی جماعت میں بڑی تعداد ان کے مریدوں ہی کی داخل ہوئی۔

غرض میں نے بعض واقعات کی اصلاح کے لئے یہ نوٹ لکھا ہے۔ تاکہ آئندہ کے مورخ کو غلطی نہ لگے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ اور توفیق ہوئی تو ان کی سیرت پر کچھ لکھوں گا۔

وباللہ التوفیق۔

مِن احادیث الرّسول

(۲)

(مرسلہ چودھری محمدؐ اسحاق صاحب خلیل ربوہ)

(۱) ثوبان رضؓ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کون میری خاطر ایک بات قبول کرتا ہے۔ میں اس کے لئے جنت کو قبول کروں گا۔ میں نے عرض کیا۔ میں قبول کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ لوگوں سے کوئی چیز مت مانگو۔ راوی کہتا ہے۔ کہ ثوبان رضؓ اس معاملہ میں اتنے محتاط تھے۔ کہ ان کا کوڑا سوار ہونے کی حالت میں گر جاتا۔ تو وہ کسی کو پکڑوانے کے لئے نہ کہتے۔ بلکہ خود سواری سے اتر کر پکڑ لاتے۔ (سنن ابن ماجہ)

(۲) ثوبانؓ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھے اپنی امت کے متعلق خوف ہے۔ کہ ان میں سے ایسے امام ہوں گے۔ جو لوگوں کو گمراہ کرنے والے ہوں گے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ ہی حق پر غالب رہے گا۔ ان سے جدا ہونے والا انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ یہاں تک کہ اللہ کا امر آجاوے۔ (جامع ترمذی)

(۳) حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم میں ضرور ابن مریم آئیں گے۔ تمہارے جھگڑوں کا فیصلہ کرنے والے اور انصاف کرنے والے۔ وہ صلیب کو توڑیں گے۔ اور سوروں کو قتل کریں گے۔ اور جزیہ کو دور کریں گے۔ اور مال تقسیم کریں گے۔ یہاں تک کہ کوئی بھی انہیں قبول نہیں کرے گا۔ (صحیح بخاری)

(۴) حضرت انس بن مالک رضؓ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے ساتھ خوش طبعی بھی کرتے تھے۔ چنانچہ میرے ایک چھوٹے بھائی کو آپ فرماتے اے ابو عمیر تیری چڑیا کو کیا ہوا

(۵) حضرت ابن عمیر کہتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ مسلمان پر فرمانبرداری اور اطاعت لازم ہے۔ خواہ وہ کسی بات کو پسند کرے۔ یا ناپسند کرے۔ سوا اس کے کہ کوئی بات خلاف شریعت ہو۔ اگر کسی خلاف شریعت بات کا حکم ہو۔ تو اسکی فرمانبرداری اور اطاعت نہیں ہے۔ (مسلم)

(۶) حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ بیوہ عورتوں اور یتیموں کی خبرگیری کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔ (بخاری)

(۷) حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن تم بدترین لوگوں میں سے دو منہ والے شخص کو پاؤ گے۔ جو ان لوگوں کو ایک بات کہتا ہے۔ اور دوسروں کو اس کے خلاف اور بات (بخاری)

(۸) عبداللہ رضؓ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ مومن شخص طعنہ دینے والا اور لعنت کرنے والا اور برے کام کرنے والا اور بدگوئی کرنے والا نہیں ہوتا۔ (جامع ترمذی)

(۹) حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ مالدار اور طاقتور تندرست انسان کے لئے صدقہ جائز نہیں ہے۔

اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراہیم و علیٰ آل ابراہیم انک حمید مجید۔

درخواست دعا محترمہ امۃ الرشید صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی عبدالحکیم صاحب ۲ میکلوڈ روڈ لاہور کچھ دنوں سے بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرماویں۔ خورشید احمدؐ سیالکوٹی۔

ولادت:۔ برادرم مکرم مولوی عبدالحکیم صاحب گنج مغلپورہ کے ہاں ۱۵ر جون کو لڑکا تولد ہوا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے نومولود کا نام عبدالمنعم تجویز فرمایا ہے۔ بزرگان سلسلہ اور دیگر احباب سے عرض ہے۔ کہ وہ اس بچہ کے خادم دین اور صالح بننے نیز درازی عمر کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار خورشید احمدؐ سیالکوٹی۔

دورِ حاضرہ کے علماء
اور
خدا تعالیٰ کا برگزیدہ مسیح موعودؑ

از مکرم خواجہ خورشید احمد سیالکوٹی واقفِ زندگی

(۱)

مسلمانوں کی پستی اور تنزل کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب موجودہ زمانہ کے علماء کی غلط راہبری اور راہ نمائی بھی ہے۔ ظاہر ہے کہ جس قوم کے لیڈر خود قسما قسم کی امراض کا شکار ہو چکے ہوں۔ وہ قوم کے افراد کا کیونکر علاج کر سکتے ہیں۔ مگر علماء کو کون سمجھائے کہ وہ فی الحقیقت خطرناک اور مہلک امراض میں مبتلا ہونے کے باوجود اپنے تئیں صحت یافتہ خیال کر رہے ہیں۔ پھر اور بھی تعجب انگیز امر ہے کہ وہ مسلمانوں کی روحانی امراض کو اپنی قوت قدسیہ اور علم و فضل کے باعث دور کرنے کے بھی مدعی نظر آتے ہیں۔

اگر علماء فی الواقعہ آسمانی علوم اور روحانیت سے بہرہ ور ہوتے۔ اور ان کے ہاتھوں اس پُرمعصیت زمانہ کی روحانی بیماریوں کا علاج ہو سکتا۔ تو پھر وہ خود آسمان کی طرف نظریں اٹھا اٹھا کر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی آمد اور زمین کی کسی بستی سے امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے کیوں منتظر ہوتے ان کا آسمان سے حضرت ابن مریم علیہ السلام کی آمد کا قائل ہونا اور امام مہدی کے زمین کے کسی حصہ سے کھڑے ہونے کا عقیدہ رکھنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ یہ لوگ مصلح ربانی کی ضرورت کو خود محسوس کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ بجز آسمانی راہبری اور راہ نمائی کے نہ تو ہم شفا پا سکتے ہیں۔ اور نہ ہی امت مسلمہ کی حقیقی اصلاح ہو سکتی ہے۔

لیکن سخت حیرانگی کا مقام ہے کہ جب عین وقت پر اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ تو سب سے اول علماء کہلانے والوں نے ہی آپ کی مخالفت اور تکذیب شروع کر دی۔ اور دیگر مسلمانوں کو بھی حضور علیہ السلام پر ایمان لانے سے پوری طرح روکا۔ اور اب کیفیت یہ ہے کہ بعض کہلانے والے علماء نے اپنے اسٹیجوں پر دیرینہ عقیدہ کو ترک کر کے اس امر کا اظہار کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کو کیا ضرورت ہے کہ وہ کسی امام اور مجدد کو فی زمانہ تسلیم کریں۔ جبکہ ان کے اندر ایک صالح علماء اور فضلاء کا گروہ موجود ہے۔ گویا اس طرح نہ تو یہ اپنی اصلاح چاہتے ہیں۔ اور نہ ہی دوسرے مسلمانوں کو صحیح راہِ عمل پر چلتے دیکھنا چاہتے ہیں:

ہم ان تمام مسلمانوں کی خدمت میں جنہیں عاقبت کا فکر اور صراط مستقیم کی تلاش ہے۔ نہائت ادب سے عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ اپنی روحانی امراض کا علاج چاہتے اور اس امر کے خواہشمند ہیں کہ کشتیٔ اسلام خطرناک حوادث سے نجات پا کر سلامتی کے ساحل پر آ لگے۔ تو انہیں چاہیئے کہ وہ ان زمینی لیڈروں اور راہ نماؤں کی غلامی ترک کر کے خدا تعالیٰ کے مبعوث کردہ مسیح موعود علیہ السلام کی اقتدا میں اپنی زندگی گزارنی شروع کر دیں۔ اور یقین کریں کہ زمانہ حاضرہ کے جبہ پوش علماء ہرگز ہرگز ان کی صحیح راہ نمائی نہیں کر سکتے۔ آپ ذرا اتنا تو سوچیں کہ جن علماء نے آج تک قوم و ملت کا کچھ نہیں سنوارا وہ آئندہ کیا سنواریں گے

ممکن ہے بعض کہیں کہ علمائے زمانہ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی دعوت کو قبول نہیں کیا بلکہ آپ پر کفر کے فتوے لگائے اس لیے جماعت احمدیہ علماء کی مخالف ہے اور مذکورہ بالا بات کہہ رہی ہے۔ لیکن ہم اس خدا تعالیٰ کی جس نے زمین و آسمان بنایا قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہمیں مولوی صاحبان سے قطعاً ذاتی بغض و عناد نہیں۔ بلکہ ہم تو چاہتے ہیں کہ کاش یہ لوگ اپنی عاقبت درست کر لیں

ہم نے جو اوپر کی بات کہی ہے وہ ایسی بات نہیں جو حقیقت سے بعید اور واقعات کے منافی ہے۔ بلکہ ہمارے اس دعوے کے ساتھ عقلی اور نقلی دلائل بھی ہیں۔ اگر آپ ہماری ماننے کے لئے تیار نہیں تو کم از کم اپنوں ہی کی سنو کہ وہ اس بارہ میں کیا فرماتے ہیں۔ مولانا عبد الغفار صاحب الخیری تحریر فرماتے ہیں کہ

"ملک میں بیسیوں دینی مدارس ہیں ہر سال سینکڑوں دستار باندھ کر ان مدارس سے نکلتے ہیں کوئی بتا سکتا ہے کہ کہاں جاتے ہیں کیا کرتے ہیں مسلمان اسلام سے دور ہو گئے مگر پتہ نہ چلا۔ ان مولوی صاحبان نے دینی انجمنوں اور جمعیتوں نے کیا خدمت انجام دی۔ مسلمانوں کی کیا اصلاح کی غیر مسلموں کو کیا تبلیغ کی۔ مسلمانوں کی آبادی سے کتنا اضافہ اس تبلیغ سے کیا یہ ترقی کا زمانہ ہے اتنی ترقی نظر آتی ہے۔ کہ اخبارات میں بیان نکال دیئے۔ پریس کانفرنس کر دی۔ تجاویز پاس کر دیں۔ جمعہ کو کہیں کہیں وعظ کہہ دیا۔ جلسوں میں تقریر کر دی اور سمجھ لیا کہ اسلام کی خدمت ہو گئی اور فرض سے سبکدوش ہو گئے اور چلے تو اخبار اور رسالے نکالے۔ کوئی انجمن یا جماعتیں وغیرہ قائم کر لیں۔ کچھ ٹریکٹ یا پمفلٹ شائع کئے۔ دو چار جگہ جلسے کئے سالانہ کانفرنس کی چندے کئے اور اسلام کی خدمت کو انتہا تک پہونچا دیا

قوم مسلمان کی حالت کو جو دیکھو تو وضع میں نصاریٰ سے اور تمدن میں یہود سے بھی نیچے آ گئے۔ اور اپنے جذبات و خواہشات حیوانی کو الٰہ قرار دے کر اللہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے قلبی قربت ختم کر چکے۔ زبان پر قسمیں کھاتے دوسروں پر اپنا اسلام ظاہر کر کے آلۂ کار بنانے کے لئے اللہ و رسول اور اسلام کا نام باقی ہے۔ اور دل الحاد سے خوگر ہیں اس حالت پر آ گئے ہیں کہ اسلامی کچھ گرمی اس راکھ میں باقی ہے۔ ورنہ صورت میں شکل میں قول میں۔ فعل میں طور و طریق میں۔ تہذیب و معاشرت میں نظریۂ حیات و فکر و خیال میں غرض کسی صورت سے اسلام نمایاں اور ظاہر نہیں ہوتا۔ گو ہمارے یہ علماء یہ مشائخ یہ انجمنیں یہ جماعتیں یہ کانفرنسیں یہ کمیٹیاں یہ اخبار اور یہ رسالے اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ اور اب تک کیا خدمت کی جو دوسروں کو مسلمان در کنار خود مسلمانوں کو مسلم نہ بنا سکے۔

اسلام کی خدمت کا جہاں یہ حال ہو وہاں اس کا ذکر کرنا بے کار ہے سوال یہ ہے۔ کہ ان لیڈروں ان راہ نماؤں اور ان تمام اداروں اور پرچوں نے آج تک مسلمانوں کی کونسی خدمت انجام دی۔ کس تکلیف کا ازالہ کیا۔ کس شکائت کو رفع کیا۔ کونسی حاجت براری کی مسلمانوں کو جکڑ دیئے۔ چندے جمع کئے۔ جلسے کئے جلوس نکالے۔ لیڈر بن بن کر چمکے۔ مگر مسلمان اپنی ہر حالت کے لحاظ سے وہیں رہے جہاں پہلے تھے بلکہ پہلے سے بھی گئے گزرے۔ قتل ہوئے تو عام مسلمان کوٹے گئے تو عام مسلمان گھر سے بے گھر ہوئے تو عام مسلمان بے دست و پا ہو تو عام مسلمان کس مپرس ہوئے تو عام مسلمان پیسے پیسے کو محتاج ہیں تو عام مسلمان۔ کہاں ہیں دعوئے لیڈری و رہنمائی کرنے والے سامنے آئیں اور بتائیں کہ انہوں نے مسلمانوں کی کونسی اقتصادی یا معاشرتی خدمت انجام دی۔ کونسی اور کس قسم کی بیداری پیدا کی یہی نا کہ غیبت اور تنقیدات کا بازار گرم کر دیا۔ جس کا نتیجہ قلب میں پستی طبیعت میں بے چینی کے سوا اور کیا ہے۔ علامہ اقبال مرحوم نے ہمارے ان نام نہاد لیڈروں اور رہنماؤں کا ذیل کے دو شعروں میں جو خاکہ کھینچا ہے وہ ہم اس غرض و نیت سے پیش کرتے ہیں کہ شاید مسلمان ان سے استفادہ کر سکیں۔ سنئے:۔

غضب ہے یہ مرشدانِ خود بیں خدا تری قوم کو بچائے
بگاڑ کر تیرے مسلموں کو یہ اپنی عزت بنا رہے ہیں
یہ زائرانِ حریم مغرب ہزار رہبر بنیں ہمارے
ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے ناآشنا رہے ہیں

(ماہنامہ "حقیقت اسلام" لاہور مئی ۵۰ء صفحہ ۹)

مولانا الخیری کے اس حقیقت افروز بیان کا ایک ایک لفظ اس امر کا آئینہ دار ہے کہ مسلمانوں کے تنزل کا باعث علماء کا وجود ہے اور یہ کہ انہوں نے مسلمانوں کے مفاد کی خاطر کوئی اہم کام سرانجام نہیں دیا۔ برعکس اس کے اہل بصیرت خوب جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے مامور و مرسل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے ذریعہ مذہبی دنیا میں کتنے عظیم الشان روحانی انقلابات پیدا ہو چکے ہیں۔

میری والدہ مرحومہ رضی

(از جناب ڈاکٹر چوہدری شاہ نواز خانصاحب ملٹری ہسپتال کوئٹہ)

میری والدہ صاحبہ جن کا نام رمضان بی بی تھا - ۲۵ جنوری ۱۹۵۵ء کو ۸ بجے شام کے قریب سیالکوٹ میں وفات پا گئیں ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ اپنے میکے موضع ملا میں اپنے بہن بھائیوں سے ملاقات کر کے میرے چچازاد بہن بھائیوں کے ہاں گھر سرا گذارنے کے لئے مقیم تھیں اس کے بعد لاہور اور ربوہ آنے کا ارادہ تھا - کہ داعیٔ اجل کو لبیک کہہ کر اپنے خالق و مالک کے پاس چلی گئیں

۲۵ جنوری کی شام کو حسب معمول کھانا کھا کر اور نماز مغرب اور عشا ادا کر کے لیٹ گئیں کہ شدید سردرد اور اختلاج قلب کے دورہ سے گھبرا کر بستر پر بیٹھ گئیں ۔ ساتھ ہی بے ہوشی طاری ہو گئی - اور کوئی بات نہ کر سکیں ۵ منٹ کے اندر ہی سانس اکھڑ گیا اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی - میں آخری وقت پاس نہ تھا ۔ نہ کوئی ڈاکٹر آسکا جو مرض کی تشخیص اور علاج کرتا ۔ مگر علامات سے معلوم ہوتا ہے کہ وفات دماغ کی شریان پھٹ جانے سے ہوئی ہے ۔ واللہ اعلم - ان کو ایک عرصہ سے سنگ جگر اور ہائی بلڈ پریشر کا عارضہ تھا ۔ جوڑوں میں بھی اکثر درد رہا کرتا تھا ۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۷۰ سال کے قریب تھی ۔

مرحومہ قبلہ والد مرحوم چوہدری مولا بخش صاحب سیالکوٹی کی (جن کا نام موٹے حروف میں منارۃ المسیح کے تکونی پتھر پر اکثر احباب نے پڑھا ہوگا) اہلیہ تھیں ۔ ۱۹۱۶ء میں عین جوانی کے ایام میں بیوہ ہو گئیں (۳۳) سال نہایت صبر سے بچوں کی تربیت میں گذارے ۔ عاجز کو قریباً ۲۶ سال والدہ محترمہ کی خدمت کا موقعہ ملا ۔ مگر افسوس کہ آخری وقت خدمت تو کیا منہ دیکھنے اور جنازہ میں شمولیت کا موقع بھی نہ مل سکا جس کا بہت افسوس رہے گا ۔ والدہ کے بہت حقوق ہوتے ہیں ۔ ان کی خدمت میرا فرض تھا اور یہ ان کے احسانوں کا نہایت حقیر بدلہ تھا ۔

شادی کے بعد ساس بہو کے تعلقات وغیرہ کی وجہ سے کئی طرح کی مشکلات پیدا ہونے کا امکان ہوتا ہے اور اکثر گھروں میں شکر رنجی رہتی ہے یہ زمانہ بہت ہی نازک ہوتا ہے اور اکثر گھروں میں شکر رنجی رہتی ہے ۔ یہ زمانہ بہت ہی نازک ہوتا ہے ۔ ایک طرف والدہ کے خونی رشتہ اور حائل ہو تو دوسری طرف بیوی کے تمدنی رشتہ اور آئندہ زمانہ کا خیال آتا ہے کہ بے انصافی نہ ہو جائے ۔ ایسے حالات میں توازن قائم رکھنا اور دونوں کے حقوق ادا کرنا خصوصاً جبکہ مکان بھی ایک ہی ہو اور رہنا سہنا اکٹھا ہو تلوار کی دھار پر چلنے سے کم نہیں ہوتا ۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ میرے مولا نے میری اہلیہ کو ، میری والدہ کو ۲۵ سال اپنے پاس رکھ کر خدمت کا موقع دیا ۔ اور اپنی ساس اور انکے عزیزوں کے لئے ہر طرح کی قربانی کی توفیق دی اور یہ سب کچھ رضائے الٰہی کے لئے کیا اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے ۔ عاجز نے جو کیا وہ تو میرا فرض تھا اور کسی پر احسان نہ تھا اور میں قیامت کے روز اپنے مولا سے یہ عرض کروں گا کہ میں کسی خدمت کا صلہ نہیں چاہتا میں صرف یہ درخواست کرتا ہوں کہ میری کوتاہیوں کو معاف کر دیا جائے جو والدہ کی خدمت میں ہو گئی ہیں ۔ وھو الغفور الرحیم ط

مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیہ تھیں ۔ ۱۹۰۰ء میں قبلہ والد مرحوم قادیان حاضر ہو کر حضور علیہ السلام کی بیعت سے مشرف ہوئے اور والدہ نے ۱۹۰۱ء میں بذریعہ خط بیعت کی اس کے بعد سلسلہ الہامات و کشوف اور رویا صالحہ شروع ہو گئے ۔ کئی دفعہ اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رویا اور کشف میں زیارت ہوئی ۔ قبلہ والد صاحب مرحوم نے ان تمام رویا اور کشوف کو نہایت خوشخط لکھ کر ایک کاپی میں جمع کر دیا اور قادیان حاضر ہو کر حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں وہ رویا و کشوف کا مجموعہ پیش کیا ۔ حضورؑ نے ان کو پڑھ کر جو الفاظ اس کے سرورق پر اپنے قلم مبارک سے درج فرمائے وہ دوستوں کے افادہ کیلئے درج کر دیتا ہوں ۔ (اصل کتاب اور حضور کی تحریر میرے پاس محفوظ ہے)

"میں نے اس کتاب (کو) دیکھا ہے جہاں تک میری نظر پڑی ہے یہ خوابیں اور کشف وغیرہ سب ایسی ہیں جن پر شریعت کو کچھ اعتراض نہیں اور ایک مومن یا مومنہ کو ایسی خوابیں خدا تعالیٰ کی طرف سے آسکتی ہیں ۔"

فقط راقم مرزا غلام احمد

۱۹۰۶ء [illegible]

مرحومہ بہت ملنسار اور خوش خلق تھیں نہایت کثرت کے ساتھ عبادت تہجد اور ذکر الٰہی میں مشغول رہتیں ۔ امور غیبیہ رویا اور کشف کی صورت میں ان پر کثرت سے کھلتے رہتے تھے مستجاب الدعوات بھی تھیں ۔ اس وجہ سے اپنے رشتہ داروں کے علاوہ بڑی کثرت سے احمدی بلکہ غیر احمدی عورتیں بھی ان کی معتقد تھیں اور ان سے دعائیں کرواتی تھیں ۔

مرحومہ باوجود ناخواندہ ہونے کے بچوں کی پرورش کا خاص اہتمام کرتی تھیں ۔ امور خانہ داری اور سلیقہ شعاری میں ماہر تھیں ۔ مہمان نوازی کا جذبہ کمال کو پہنچا ہوا تھا

قبلہ والد صاحب مرحوم کا طریق تھا کہ قریباً ہر ماہ جماعت کے غربا کی دعوت کرتے مگر مرحومہ نے کبھی اس پر برا نہ منایا بلکہ ہمیشہ ہی نہایت خوشی کے ساتھ ان کی خدمت کرتیں اور اپنے ہاتھ سے کھانا تیار کرتیں ۔

گھر کی صفائی کا ان کو خاص شغف تھا ۔ دیہاتی طریق کے مطابق گھر کی لپائی میں خادمہ کا خود ہاتھ بٹاتیں ۔ خادمہ کی خدمت میں کبھی کوتاہی نہ کرتیں اور ان کو ہر وقت خوش رکھنے کی کوشش کرتیں ۔ مرحومہ کو اللہ تعالیٰ نے گیارہ بچے عطا کئے مگر افسوس کہ ان میں سے دس ان کی زندگی میں ہی فوت ہو گئے اور صرف اس عاجز کو مولا کریم نے زندہ رکھا اور خدمت کا موقعہ دیا اس کے باوجود مرحومہ نے نہایت صبر سے کام لیا اور بجائے گلہ کرنے کے خدا تعالیٰ کا شکر کیا کہ ایک تو زندہ ہے ۔

مرحومہ میں محنت کی بہت عادت تھی مشکلات کا مقابلہ بڑی جرأت اور بہادری سے کرتیں ۔ سخت مصیبت کے وقت گھبراتی نہ تھیں ہجرت قادیان سے قبل جب ہر روز جتھوں کے حملوں کا خطرہ ہوتا اور میں ان کی کمزوری اور بڑھاپے کو دیکھ کر کہتا کہ ہم چوہدری ظفر اللہ خانصاحب کی کوٹھی یا ڈاکٹر حشمت اللہ خاں صاحب کے گھر چلے جائیں تو وہ ہمیشہ ان کی مخالفت کرتیں اور اپنی کوٹھی دارالانوار میں ہی رہنا پسند کرتیں ۔ ہجرت کے بعد ہمارے کئی بزرگ صحابہ اور صحابیات فوت ہوئے ہیں جس کا ایک باعث نقصانات جان و مال اور ہجرت کا صدمہ بھی تھا ۔ مگر والدہ مرحومہ نے اس صدمہ کو خوشی سے برداشت کیا ۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ۔

مرحومہ کو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد سے بہت محبت تھی ۔ ان کی خدمت میں خوشی محسوس کرتیں ۔ حضرت ام المومنین اور حضرت ام ناصر صاحبہ سے ان کو خاص تعلق تھا مرحومہ کو ایک دفعہ ککروں کی شکایت ہوئی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خاص تاکید کر کے حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم کو ان کی آنکھوں کا اپریشن کرنے کا ارشاد فرمایا ۔

مرحومہ موصیہ تھیں اور حصہ جائداد ان کی زندگی میں ہی عاجز نے ادا کر دیا تھا ۔ مرحومہ کو فی الحال امانتاً سیالکوٹ محلہ امام صاحب کے قبرستان میں دفن کیا گیا ہے ۔ امید ہے کہ ان کا کتبہ مقبرہ بہشتی قادیان میں جلد لگ جائیگا

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ کرم مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھا دیا تھا ۔ فجزاھم اللہ احسن الجزا

مرحومہ کی وفات پر کثرت سے دوستوں اور بہنوں کے افسوس کے خطوط موصول ہوئے ہیں ۔ مگر عاجز ان دنوں پاکستان کے دورہ پر تھا اس لئے جواب نہ دے سکا ۔ زبانی بھی کثرت سے احباب نے افسوس کا اظہار کیا ہے میں اب الفضل کے ذریعہ ان سب بہنوں اور بھائیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے ۔ اکثر خطوط سے ایسا درد اور قلق معلوم ہوتا تھا کہ گویا ان کی اپنی والدہ فوت ہوئی ہیں ۔

آخر میں میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور ہم سب کو صبر کی توفیق دے اور ہمارے خاندان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خود اپنا ذاتی تعلق قائم کرنے کی توفیق دے کہ اس روحانی ٹیلیفون کے تار کی جو ہمارے گھر سے کٹ گیا ہے تلافی ہو سکے ۔ اور ہم براہ راست اللہ تعالیٰ سے مکالمہ کا شرف حاصل کر سکیں کہ مومن کا یہی حقیقی مقام عرفان ہے ۔

مضمون ختم کرنے سے قبل اپنے چچازاد بھائیوں اور بہنوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ اور ان کو مبارکباد بھی دیتا ہوں کہ ان کو ہمارے خاندان کی آخری نشانی کی ہر طرح کی آخری خدمت کرنے کا بابرکت موقعہ ملا ۔ اس دن سخت سردی اور بارش تھی اس لئے بہت کم لوگ جنازہ میں شامل ہو سکے ۔ نہ ہی رشتہ دار وغیرہ پہنچ سکے ۔ حضرت میر حامد شاہ صاحب مرحومؓ کے خاندان کے افراد کا بھی خاص طور پر مشکور ہوں کہ انہوں نے اس موقعہ پر خاص ہمدردی اور جذبۂ اخوت کا اظہار کیا ۔ فجزاھم اللہ احسن الجزا

خاکسار غمزدہ ۔ شاہ نواز خان

درخواست دعا ۔ خاکسار کی والدہ محترمہ چند یوم سے بعارضہ بخار بیمار چلی آرہی ہیں ۔ تمام احمدی احباب سے گذارش ہے کہ وہ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں عبدالرشید طارق گنج مغلپورہ

چین میں روئی کی کمی!

لندن ۲۰ جولائی "ایسٹرن ورلڈ" اطلاع دیتا ہے۔ کہ چین میں روئی کی صنعت خام سامان کی شدید کمی سے دوچار ہے۔ اور جلد اس صورت حال کی اصلاح کا بھی کوئی امکان نہیں ہے۔

ستمبر تک یہ اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ جتنی خام روئی دستیاب ہونے کی امید ہے۔ اس سے کارخانے گذشتہ سال کی مقدار کا ۵۰ فی صدی حصہ بھی تیار نہیں کر سکتے۔ نئی فصل اکتوبر تک دستیاب نہیں ہو سکے گی۔ ۱۹۴۹ء کی ...... ۷۰۰ گانٹھوں کی فصل اب تک کے ریکارڈ میں سب سے کم ہے۔ جو پچھلی اچھی فصلوں کے مقابلہ میں نصف سے بھی کم ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان میں سے ...... ۸۷۵ گانٹھیں کارخانوں تک پہنچ سکیں گی۔ کارخانوں کی سرگرمی جاری رکھنے کے لئے حکومت کو مزید ...... ۷ گانٹھیں مہیا کرنی ہوں گی۔

چین کو روئی کی فصل میں کسی بڑے اضافہ کی بھی توقع نہیں ہے۔ گو حکومت اس سلسلہ میں متعدد اقدام کر رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ غذائی دقتوں کی وجہ سے روئی کے کاشتکاروں کو غلہ کے مقابلہ میں کم قیمتیں دی جا رہی ہیں۔ (داسٹار)

ترکی کے انتخابات پر ایک نظر

انقرہ ۲۰ جولائی۔ دو ماہ ہوئے ترکیہ کی جمہوری جماعت نے عام انتخابات میں اپنی حریف جماعت کو شکست فاش دے کر اس کی ۲۷ سالہ اجارہ داری کو یک قلم ختم کر دیا اور حکومت کا کاروبار چلانے کی ذمہ داری اپنے سر لے لی۔ انتخابات سے قبل ہی جمہوری رہنماؤں کو اپنی کامیابی کا یقین ہو چلا تھا۔ لیکن اس بے مثال فتح کا سہرا یقیناً جماعت کے صدر جلال بایار کے سر ہی ہے۔ جس نے اپنی ان تھک کوششوں سے عوام کا اعتماد حاصل کیا اور سرکاری افسروں کی پے در پے رخنہ اندازیوں کے باوجود اپنی پیشانی پر بل تک نہ آنے دیا۔

اگرچہ عصمت انونو کی حکومت نے پولیس اور فوج کے لئے ایسے احکامات جاری کر رکھے تھے کہ اگر کہیں خدانخواستہ فساد برپا ہو جائے۔ تو اسے فوراً ہی فرو کر دیا جائے۔ لیکن ان احکامات کی تعمیل کی نوبت ہی نہیں آئی۔ اور کسی گاؤں اور قصبہ کے گلی کوچہ میں کسی نے کسی پولیس والے کو دیکھا تک نہیں اور نہ ہی ان مقامات پر جہاں رائے شماری کی جا رہی تھی۔ دونوں جماعتوں کے افراد نے اپنے رائے دینے والوں کے قیام کا انتظام خود کیا تھا۔ اور اسبات کا بھی انتظام کیا تھا کہ رائے دہندوں اور تماشائیوں کے ہجوم میں کسی طرح کوئی گڑبڑ نہ پیدا ہو۔ اسے فریقین کا حسن سلیقہ کہئیے کہ ملک بھر میں ایک جگہ سے بھی کسی قسم کے نقض امن کی اطلاع نہیں آئی۔ یہ امر خاص طور پر قابل تحسین ہے۔ جب اس خبر کو پیش نظر رکھا جاتا ہے کہ انتخابات سے پہلے عوام کے دلوں میں ایک زبردست ہیجان برپا تھا۔ جانے والی حکومت بھی تعریف کی مستحق ہے کہ اس نے اپنے وعدوں کو کہ انتخابات میں نئے قانون پر پوری آزادی اور غیر جانب داری کے ساتھ عمل درآمد ہوگا تمام و کمال ایفا کیا۔

مشرقی ترکیہ میں کم و بیش ۷۵ فی صدی رائے دہندگان نے اپنے حق رائے دہندگی کو استعمال کیا۔ اور بعض شہروں اور قصبوں میں تو یہ حال تھا کہ ۱۰۰ میں سے ۹۰ آدمی رائے دینے کے لئے آئے تھے۔ ...... رائے دینے کے معاملہ میں عورتیں کسی طرح مردوں سے پیچھے نہ تھیں۔ رائے شماری کے وقت اس چیز کا خاص طور پر بندوبست کیا گیا تھا کہ مستورات سب سے پہلے اپنی پرچیاں ڈالیں — یہ رعایت خاص طور پر مشرقی ترکی میں کی گئی تھی۔ جہاں اب بھی عورتوں کی نقل و حرکت پر پابندیاں ہیں۔ رائے شماری کے افسران میں بھی خواتین شامل تھیں۔

انتخابات سے قبل اور بعد میں بھی جلال بایار نے اعلان کیا تھا کہ وہ اپنی جماعت کے نصب العین کے حصول کی اپنے زمانہ اقتدار میں ہر ممکن سعی کریں گے۔

جانے والی حکومت نے کتنے ہی کام ادھورے چھوڑے تھے اور کتنے ہی حل نہ کئے۔ اس لئے جمہوری رہنماؤں کا کام اسے کہیں دشوار ہے جیسا کہ وہ نظر آتا ہے اس میں شک نہیں کہ عوام الناس کی توقعات تو کچھ ایسی ہیں کہ حکومت ان کے لئے آسمان سے تارے توڑ لائے۔ لیکن برسر اقتدار جماعت عوام کی ان ضرورتوں کو تو یقیناً پورا کرے گی۔ جس کی وجہ سے وہ فریق مخالف کی حکومت کی کڑی نکتہ چینی کیا کرتی تھی۔ جہاں تک نئی جماعت کا تعلق امریکہ کے ساتھ ہے اس میں گذشتہ روایات سے کسی طرح بھی انحراف کا اندیشہ نہیں۔ مارشل پلان کی امداد کے متعلق اس کی رائے اپنے پیش رو سے مختلف نہیں ہے۔ ہاں اتنا اور ہوگا کہ اب جو امداد امریکہ سے ترکی کو ملے گی۔ اس کی تقسیم زیادہ مساویانہ انداز پر ہوگی۔ یورپ کی اقتصادی بحالی میں ترکی حسب سابق تعاون کرے گا اپنی نجی گفتگو اور سرکاری بیانات میں مسٹر جلال بایار نے بار بار اس امر کا اظہار کیا ہے کہ ان کے ملک کو امریکی امداد کی بیحد ضرورت ہے۔ اسلئے کہ ترکی کی اقتصادی خوشحالی میں یہ امداد سنگ بنیاد کا مرتبہ رکھتی ہے

اشتراکیت کے متعلق بھی نئی جماعت کی پالیسی واضح ہے۔ اشتراکیت کی جماعت اب بھی خلاف قانون رہیگی۔ مغربی حکومتوں کے ساتھ ترکی کا تعاون اور اتحاد عمل اب بھی جاری رہیگا۔ اور اسبات کی سعی کی جائیگی کہ اپنی حدود کے تحفظ کے سلسلہ میں معاہدہ اوقیانوسی یا اسی قسم کے کسی اور معاہدہ کے ذریعہ زیادہ یقین دلایا جائے۔ جب حکومت اس حکمت عملی پر گامزن ہونیکا اعلان کرتی ہے۔ تو وہ اپنے عوام کے جذبات کی صحیح ترجمانی کرتی ہے۔

پنڈت نہرو اسٹالن کو پھر پیغام بھیجیں گے

لندن ۲۰ جولائی۔ سفارتی مبصرین کا خیال ہے۔ کہ امریکہ اور برطانیہ کا جو اب موصول ہونے پر جن میں دونوں نے جنگ ختم کرنے اور شمالی کوریائی فوجوں کے انخلاء کے متعلق حفاظتی کونسل کے حکم کی حمایت کی ہے .... غالباً پنڈت نہرو اسٹالن کو پھر کوئی پیغام بھیجیں گے۔ برطانوی رائے پنڈت نہرو کی خواہش کو بہ نظر استحسان دیکھتی ہے۔ لیکن روسی رویہ کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا۔ اخبار کے سفارتی نامہ نگار کا کہنا ہے کہ برطانیہ کے سفیر ماسکو کو ہدایت کی جا رہی ہے۔ کہ وہ ایم۔ گرومائیکو سے پھر ملاقات کریں۔ غالباً یہ ملاقات آج ہوگی۔ کہا جاتا ہے کہ اسٹالن کی شرائط کے متعلق برطانیہ کی "نفی" ایسے نرم الفاظ میں پیش کی گئی ہے کہ اگر روسی رویہ میں کوئی تبدیلی ہو۔ تو دوبارہ مذاکرات شروع کرنے کی گنجائش باقی ہے۔ لیکن قائم مقام وزیر خارجہ کے کل کے اس اعلان سے کہ وہ جلد ہی لندن۔ ماسکو مذاکرات کی تفصیل شائع کرنے والے ہیں۔ پتہ چلتا ہے کہ خانہ کوریائی جنگ ختم کرانے کی سفارتی کوششوں کا پہلا دور غالباً ختم ہو گیا ہے۔ (اسٹار)

مغرب میں ٹرومین کے مطالبوں کا خیر مقدم

لندن ۲۰ جولائی۔ جبری بھرتی کے لئے پورے اختیارات۔ داخلی جنگی محاذ کی جزوی تیاری اور امریکی فوجوں میں توسیع کے لئے ۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰،۱۰ ڈالر کی منظوری کے متعلق صدر ٹرومین کے مطالبہ کا مغرب کے ممالک نے خیر مقدم کیا ہے۔ صدر نے پورے اعتماد کے ساتھ جن وسیع اختیارات کا مطالبہ کیا ہے۔ ان کے ماتحت وہ انتظامات بہت جلد ہو سکیں گے۔ جو دنیا کے نصف درجن خطرہ کے مقامات پر جارحانہ اقدام کرنے والوں کو یہ انتباہ کرنے کے لئے ضروری ہیں کہ صدر ٹرومین کا فیصلہ کوریا میں اقوام متحدہ کی کارروائی کا منطقی نتیجہ ہے۔ عالمگیر جنگ کا خطرہ پہلے ہی سے موجود ہے۔ لیکن صدر ٹرومین کے اس مطالبہ نے اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا ہے۔ گو انہوں نے اس کی پوری وضاحت کر دی ہے۔ کہ جارحانہ اقدام کو روکنے کے لئے وہ انتہائی کارروائی کرنے کو تیار ہیں (اسٹار)

امریکن کانگرس صدر ٹرومین کو وسیع اختیارات دے دیگی

لندن ۲۰ جولائی:۔ معلوم ہوا ہے کہ امریکن کانگرس اس پر آمادہ نظر آتی ہے۔ کہ امریکی تاریخ میں پہلی دفعہ امن کے زمانہ میں اتنے وسیع انتظامات دفاع کے لئے صدر کو جو کچھ اختیارات وہ مانگتے ہیں دے دیئے جائیں۔ آئندہ چند دنوں میں صدر ٹرومین جو مسودہ ہائے قانون پیش کرنے والے ہیں۔ اس کے لئے کمیٹیوں کے صدر ضروری انتظام کر رہے ہیں۔ پہلا قانون جو منظور ہوگا۔ غالباً اس کا تعلق اولیت کا قیام اور کلیدی دفاعی سامان کی تقسیم سے ہوگا۔

فوج میں بھرتی کئے جانے والوں کی تعداد کا تعین اس وقت محکمہ دفاع کے اختیار میں ہے۔ ایک افسر نے بتایا۔ کہ نیشنل گارڈ کے بعض دستے اسی ہفتہ طلب کر لئے جائیں گے۔ صدر ٹرومین کے احکام کے ماتحت ۵ لاکھ محفوظ دستے فوراً طلب کئے جا سکتے ہیں (اسٹار)

عربوں کے اسرائیلی قومیت اختیار کرنے پر شدید پابندیاں

عمان ۲۰ جولائی۔ ایک لاکھ سے زیادہ عرب جو اس وقت یہودیوں کے زیر اقتدار علاقوں میں رہتے ہیں۔ انہیں قومیت کے اسرائیلی قانون کے ماتحت اس کے لئے محروم کر دیا گیا ہے۔ کہ اگر کسی وقت وہ اسرائیلی قومیت حاصل کرنے کی خواہش کریں تو یہ خواہش پوری ہی نہیں کی جا سکتی ہے۔ اسرائیلی قانون صرف انہیں عربوں کو اسرائیلی قومیت کا مجاز تصور کرتا ہے۔ جنہوں نے اس عام مردم شماری میں اپنا اندراج کرایا تھا۔ جو یہودی علاقوں میں ہوئی تھی۔ ایسے عربوں کی تعداد صرف تقریباً ۶۰۰۰ ہے۔ بقیہ کو انفرادی طور پر درخواست دینی ہوگی۔ اور اسرائیلی قومیت کا حصول بعض شرائط سے مشروط ہوگا۔ اس سلسلہ میں سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ جو شخص اسرائیلی قومیت کا حامل ہوگا۔ اس لئے عبرانی زبان سے واقفیت لازمی ہے۔ حکومت اسرائیل کے حکومت کے بائیں بازو کی شدید مخالفت کے باوجود یہ قانون منظور کیا تھا۔ مخالفت اس بناء پر کی جا رہی تھی۔ کہ قومیت حاصل کرنے کے لئے عربوں پر اتنی شدید پابندیاں عائد کی جا رہی ہیں۔ جب کہ یہی قومیت آزادی کے ساتھ تمام نئے باشندوں کو دی جا رہی ہے۔ خواہ وہ عبرانی جانتے ہوں یا نہیں۔ بائیں بازو والی جماعتوں نے کہا تھا۔ کہ اس قانون سے "نسلی امتیاز کی بو آتی ہے"

نئے قانون کے ماتحت بیک وقت "دو قومیت" بھی جائز قرار دی گئی ہے۔ ہر یہودی کو یہ حق دیا گیا ہے۔ کہ وہ اپنی اصلی قومیت برقرار رکھتے ہوئے اسرائیلی قومیت بھی حاصل کر سکتا ہے۔ (اسٹار)

(بقیہ لیڈر صفحہ ۳)

اور دینی سکوں سے کپڑ کھانا خرید کر کھاتے اور ہر طرح کی دوسری ضروریات پوری کرتے۔ پھر لادینی حکومت سے اخباروں کے لئے ڈیکلریشن لیتے۔ لادینی حکومت کا کاغذ استعمال کرتے۔ لادینی حکومت کے منظور شدہ پریسوں سے اخبار یں کتابیں اور دوسرا لٹریچر چھپوا کر شائع کرتے۔ الغرض جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا ہے آپ کی پرسانس عملاً انگریزی حکومت سے بندھی تھی تو آپ کا کیا حق ہے کہ دوسروں پر اعتراض کریں محض اس لئے کہ مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اسلام لادینی حکومت سے بھی تعاون علی البر سے نہیں روکتا۔ جس کے معنی ہیں کہ جہاں تک لادینی حکومت میں اسلام کے قیام و استحکام کا موقع ملے اس سے فائدہ اٹھانا عین اسلام کے مطابق ہے۔ اگر لادینی حکومت سے تعاون علی البر اسلام میں ناجائز ہے تو محض زبانی اس کا اعلان کرنا اور عملاً اس نظام حکومت سے ہر طرح کا فائدہ اٹھاتے چلے جانا کہاں کی صالحیت ہے؟ اس کو اسلام میں جیسا کہ ہم نے عرض کیا ہے کچھ اور کہتے ہیں۔ انسان کو کچھ سوچ کر بات کرنی چاہیئے اور دوسروں پر زبان طعن دراز کرنے سے پہلے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ لینا چاہیئے

پھر ذرا یہ بھی سوچا جاتا کہ آپ نے جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں اب تک کام کیا کر کے دکھایا ہے؟ محض نعرہ بازی اور حکومت کے عمال کو کوسنا اور ہر بات میں کیڑے نکالنا۔ یہ ہے آپ کا سارا مبلغ عمل۔

باقی رہا دوسرے مسلمانوں کو کافر کہنا تو ذرا آپ ہی بتائیے کہ آپ کے خیال میں کون کون مومن ہے اور دنیا کا کونسا خطہ ہے جہاں مومنوں کی حکومت قائم ہے؟ مودودی صاحب کے ملفوظات اور دیگر لٹریچر پڑھ کر بتائیے کہ آپ کی نظر میں دنیا میں کتنے مسلمان ہیں؟ پھر یہ بھی بتائیے کہ جو مسلمان نہیں رہے وہ کیا ہیں؟ کیا یہ منافقت نہیں ہے، کہ دوسروں پر طعنہ زنی کے لئے تو ساری دنیا کو مسلمان بنا دیا جاتا ہے اور جب اپنی طرز کی صالحیت کا سوال ہو تو ساری اسلامی دنیا میں ایک فرد بھی مومن نہیں رہتا؟ اللہ تعالیٰ سے ڈریئے اور اس منافقانہ طرز عمل سے پناہ مانگیئے۔ اس کے حضور گڑ گڑا گڑ گڑا کر دعائیں کیجیئے تا کہ اس کابوس سے آپ کی ذہنیت کو رہائی حاصل ہو۔

یہ صالح مزاحیہ نویس اس مزاحیہ کالم میں ایک گجراتی مستفسر کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ جب مسٹر لیاقت علی پاکستان سے باہر ہوتے ہیں تو سر محمد ظفر اللہ خاں قادیانی بطور وزیر اعظم کام کرتے ہیں ....

آپ کہیں گے کہ جب سر محمد ظفر اللہ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں اور حضور نبی کریم کو آخری نبی نہیں تسلیم کرتے اور خانہ کعبہ کی بجائے اپنا قبلہ قادیان کو مانتے ہیں..... تو ایسے شخص کو قائمقام وزیر اعظم کیوں بنایا جاتا ہے" (منہ)

اس کا ایک جواب تو خود وہ بے پناہ حیرت ہے جو "تسنیم" کے مزاحیہ نویس کے دل پر چھا گئی ہے۔ آخر سوچیئے کہ سر محمد ظفر اللہ خاں کو جس میں آپ کے صالحانہ نقطہ نظر سے ہزاروں عیب ہیں آخر اس کو ہی کیوں وزیر اعظم بنایا جاتا ہے؟ قل اعوذ برب الفلق ...... من شر حاسد اذا حسد۔

پھر عرض ہے کہ کیا آپ کوئی ظفر اللہ خانصاحب کی تقریر و تحریر کا ایسا حوالہ دے سکتے ہیں جس میں انہوں نے تمام مسلمانوں کو کافر کہا ہو؟ ویسے کافر کی بحث ہم اوپر عرض کر چکے ہیں اسکو بھی مد نظر رکھیں۔ پھر قرآن کریم میں نبیوں پر ایمان لانیکا ذکر تو بار بار آتا ہے مگر یہ کہاں آیا ہے کہ "نبوت بند ہونے" پر بھی ایمان لاؤ؟ اگر کہیں ہے تو حوالہ پیش کیجیئے۔ کعبہ کی بجائے اپنا قبلہ قادیان کو بنانے والے اور ایسا بے بنیاد الزام دوسروں پر لگانے والے کاذب ہر دو پر خدا کی لعنت ہو۔ کچھ تو خوف خدا کرو لوگو! کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ!

جنوبی کوریا کی امداد کے لئے اقوام متحدہ کی اپیل کا جواب

لنڈن ۲۰ جولائی۔ کوریا میں مزید امداد کے لئے اقوام متحدہ کے پیغام کا کل تین مغربی حکومتوں نے جواب دیا ہے۔ فرانسیسی کابینہ نے فیصلہ کیا ہے کہ اپنے بحری بیڑہ کا ایک جہاز جو اس وقت مشرق بعید کے سمندر میں موجود ہے کوریا میں اقوام متحدہ کے بیڑے سے جا کر مل جائے لیکن بری فوج ابھی نہیں روانہ کی جائے گی۔

کناڈا کی کابینہ کے وزراء کو کابینہ کے ایک ہنگامی اجلاس میں شرکت کے لئے بلایا گیا ہے۔ توقع ہے کہ اجلاس کے فیصلہ کی وجہ سے جاپان کی فضائی باربرداری میں مدد دینے کے لئے کناڈا دستے باربردار طیارے روانہ کرے گا۔ کناڈا کی تباہ کن جہازوں کا ایک دستہ مشرق بعید کے سمندر کے لئے روانہ ہو چکا ہے۔ کناڈا کے دفاعی انتظامات کا جائزہ لینے کے لئے مجلس دفاع کا بھی اجلاس منعقد ہوا۔

لنڈن میں معلوم ہوا ہے کہ بین الاتحادی دفاعی مذاکرات کے نتیجہ کے طور پر کوریا کو مدد دینے کے لئے دو گروہ قائم کئے جائیں گے۔ ایک "دولت مشترکہ" کا گروہ اور دوسرا برطانیہ۔ ناروے۔ فرانس [illegible] سامان کی بہم رسانی کے ذریعہ مدد ہوگی۔